

کتابتِ مصاحف اور علمِ ضبط^(۶)

علامتِ ضبط کی ابتداء ان کے متنوع ارتقاء اور ان کے

زمانی اور مکانی ممیزات کا اجمالی جائزہ

— پروفیسر حافظ احمد یار —

۴۴۔ اور اسی قسم کی مد (بحذفِ حرفِ مد) کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ اسمِ جلالت کی لام کے اشباع (مدِ اصلی) کا طریقہ کتابت ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ تمام عرب اور ایرانی علماء و محدثین اور ایران میں بھی اسمِ جلالت یوں لکھا جاتا ہے: ”اللہ“۔ حالانکہ تلفظ میں یہ لفظ ”اللہ“ نہیں بلکہ ”الآہ“ ہے۔ بلکہ لام کے اشباع (مد) کے علاوہ اس (لام) کی تفخیم اور ترقیق علمِ تجوید کا ایک اہم قاعدہ ہے۔^(۱۱۱)

☆ مرحوم خطاط طاہر الکردی نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں اپنے وہ انیس سوالات (اور ان کے وصول شدہ جوابات) نقل کئے ہیں جو انہوں نے شیخ علی محمد انصاری (اس وقت کے شیخ القاری المصری) کو لکھے تھے۔ ان سوالوں میں سے بیشتر کا تعلق رسم اور ضبط سے ہے۔^(۱۱۲) ان میں یہ سوال بھی تھا کہ مصحف امیری (مصری مصحف الملک) میں لفظ جلالت ”اللہ“ پر علامت مد کیوں نہیں ڈالی گئی؟ حالانکہ اس میں ”حنی“ ”الی“ ”علی“ وغیرہ کی طرح مدِ طبعی موجود ہے۔^(۱۱۳) شیخ القاری اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے۔ مثلاً ایک جواب تو یہ تھا کہ چونکہ یہ لفظ عام اور بکثرت استعمال ہوتا ہے اس لئے ضرورت نہیں۔ اس طرح تو پھر ہذا، ذلک وغیرہ پر علامت مد ڈالنے کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ اسے ”اللّت“ (جسے عرب ممالک کے ضبط کے مطابق ”اللّت“ لکھتے ہیں) سے ممتاز کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ خصوصاً اس روایتِ قراءت کی بنا پر جس میں ”اللّت“ بصورت وقف ”اللہ“ ہی پڑھا جاتا ہے۔^(۱۱۴) ”اللہ کو ”اللّت“ سے رسماً اور ضبطاً ممتاز کرنے کے لئے اس طرح لکھنے کی بحث صاحب الطراز نے بھی کی ہے۔ اس کا جواب اس کے معقول نظر نہیں آتا کہ علامتِ ضبط کے فرق کے باوجود

تلفظ تو دونوں جگہ ایک ہی رہا۔^(۱۱۶) اصل میں یہ فرق قراءت میں لامِ جلالت کی قراءت تفخیم کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ ”اللّت“ میں ماقبل مضموم ہونے کے باوجود لام کی تفخیم نہیں ہوگی، کیونکہ اسے علم التجوید میں صرف لفظ جلالت کی خاصیت قرار دیا گیا ہے۔^(۱۱۷)

☆ حقیقت یہ ہے کہ عرب اور افریقی ممالک میں الف مدہ محذوفہ میں ماقبل کی فتح لکھے بغیر مد کا تصور ہی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسمِ جلالت کے لام پر شد اور فتح ڈالتے ہیں۔ اب اگر اس کے ساتھ مد کی خاطر الف فتح کا اثبات بھی کیا جائے تو پھر اسے ”اللّٰہ“ لکھنا پڑے گا جو ان کے ضبط کے مطابق ”اللّت“ سے مشابہ ہی ہو جائے گا۔ اس لئے ان تمام ملکوں میں یہ لفظ (جلالت) غلط علامت ضبط کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور اس کا درست پڑھنا صرف

☆ صرف برصغیر میں لامِ جلالت کی اس مد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے ”اللّٰہ“ لکھا جاتا ہے یا پھر چین میں اسے ”اللّٰہ“ لکھا جاتا ہے۔ تلفظ کے تقاضوں کے مطابق اس معاملے میں عرب اور افریقی ممالک یا ایران اور ترکی سب کا طریق ضبط ناقص ہے۔ برصغیر کی تازہ ترین ایجاد اس معاملے میں یہ ہے کہ اب تجویدی قرآن (مطبوعہ پاکستان) میں لامِ جلالت کی تفخیم یا ترقیق کے لئے دو الگ الگ علامات ضبط اختیار کی گئی ہیں^(۱۱۸)۔ اور لفظِ جلالت کے تمام تجویدی تقاضوں کے مطابق یہ اس کے لئے بہترین ضبط ہے۔

۳۵۔ علم الضبط کے مسائل میں ”زیادة فى الهجاء“ یا حروفِ زوائد کا مسئلہ بھی اہم ہے یعنی وہ حروف جو — رسم عثمانی کے مطابق — لکھے جاتے ہیں مگر پڑھے نہیں جاتے، مثلاً مائتہ، جائیاء اور لیشائی وغیرہ کا الف، اولنک، اولی یا اولو وغیرہ کی داو، نباء ی یا تلقاء ی وغیرہ کی ”یاء“، داو الجماعة کے بعد لکھا جانے والا الف، جسے الف الاطلاق کہتے ہیں^(۱۱۹) اور ضمیر واحد متکلم (آنا) کے آخر پر آنے والا الف وغیرہ۔^(۱۲۰)

عرب اور افریقی ممالک میں اس قسم کے زائد ”الف“، ”و“، ”یا“، ”ی“ پر ایک علامت زیادۃ یا ”عدم نطق“ ڈالی جاتی ہے جو عموماً ایک بیضوی شکل کا دائرہ (O) ہوتا ہے۔ ہجاء کے ان زوائد پر یہ علامت ڈالنے کا رواج بہت پرانا ہے۔ ”نقط المصاحف“ کے

اس کے لئے کوئی الگ علامت وضع نہیں کی تھی۔ اس لئے بعد میں بھی یہی سرخ گول دائرہ (دائرة حمراء) اس مقصد کے لئے مستعمل رہا۔^(۱۲۱) بلاد عرب اور افریقی ممالک کے اندر رائج طریقے پر مصحف میں حروف زوائد (محتاج دائرہ) کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچتی ہے، خصوصاً الف الاطلاق کو بھی شامل کر لینے کی بنا پر۔

☆ اہل مشرق نے اس کے برعکس یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو حرف زائد نطق میں نہیں آتا اسے ہر قسم کی علامت ضبط سے معرئی رکھا جائے۔ اس طرح حرف الف کی چند محدود صورتیں ایسی رہ جاتی ہیں کہ ان میں التباس واقع ہو سکتا ہے۔ مثلاً الف ماقبل مفتوح جب کہ اس کے بعد کوئی حرف ساکن یا مشدد بھی نہ آرہا ہو۔ یہ کوئی بیس کے قریب مقامات بنتے ہیں لہذا صرف ان پر علامت زیادہ (دائرہ یا علامت تنخ x) لگا دیتے ہیں۔ اس طریقے پر نہ اولنک کی داو پر نشان لگانے کی ضرورت ہے نہ تلقاء ی کی ”ی“ پر اور صرف الف الاطلاق پر ایسا کیا جائے گا۔^(۱۲۲) باعث مجموعی طور پر شاید کاتب کے کئی دن نہیں تو کئی گھنٹے یقیناً بچ جاتے ہیں۔

بعض لفظوں کے بارے میں یہ اختلاف بھی ہوتا ہے کہ اس میں زائد الف ہے یا ”ی“۔ مثلاً ”آفائن“ اور ”ملانہ“ میں۔^(۱۲۲) اس لئے ان کی علامت زیادہ کے موقع ضبط کی تعیین میں بھی اختلاف موجود ہے۔^(۱۲۳)

۳۶۔ علم الفسط کے مسائل میں سے ایک مسئلہ نقص فی الہجاء والے کلمات کا ضبط بھی ہے یعنی ایسے حروف جو لکھے نہیں جاتے مگر پڑھے ضرور جانے چاہئیں۔ مثلاً الرحمن اور العلمین کا الف، داؤد اور تلون کی دو سری داو اور امین اور نبین کی دو سری یا (ی)۔ یہ محذوف حرف عموماً الف و ”ی“ ہی ہوتا ہے اور وہ بھی ”مدہ“ اگرچہ ایک دو جگہ ”ن“ بھی محذوف ہوا ہے۔^(۱۲۳) دور طباعت سے پہلے قلمی مصاحف میں ان محذوفات کا ”اثبات“ باریک قلم اور سرخ سیاہی سے کیا جاتا تھا۔ یعنی سرخی سے حسب موقع ”ا“ یا ”و“ یا ”ی“ یا ”ن“ لکھ دیتے تھے۔ دور طباعت میں یہ حروف متن کی سیاہی کے ساتھ مگر باریک قلم سے لکھے جانے لگے ہیں۔

☆ مگر اس میں بھی اہل مشرق حرف (محذوف) کا اضافہ کرنے کی بجائے الف مدہ محذوف کے لئے (۱) داو مدہ محذوف کے لئے (۲) اور یائے مدہ محذوف کے لئے

(۱) کی علامت استعمال کرتے ہیں۔ البتہ ”ن“ کو وہ بھی باریک قلم سے ہی لکھتے ہیں، مثلاً ”نُنَجِی“۔

حرف محذوف الف، ”و“ یا ”ی“ عرب ممالک کے طریقے کے مطابق تو الرحمن، صَلَاحَت، دَاوُد، تَلُوْن، اُمِّیْن اور نَبِیِّیْن لکھیں گے مگر برصغیر کے ضبط کے مطابق یہی کلمات علی الترتیب یوں لکھے جائیں گے: الرحمن، صلحت، داؤد، تَلُوْن، اُفِیْن اور نَبِیْن۔ نوٹ کیجئے کہ تمام کلمات کا اصل عثمانی رسم، ضبط کی دونوں صورتوں میں برقرار رہا ہے، صرف علامات ضبط کا فرق ہے۔ (۱۲۵)

۷۳۔ علامات ضبط کا ایک اور اہم مسئلہ ہمزۃ الوصل کا ضبط ہے۔ (۱۲۶) اس کے لئے الف الوصل کے اوپر ایک مخصوص علامت ڈالی جاتی ہے جسے ”صلہ“ یا ”علامة الصلة“ کہتے ہیں (۱۲۷) تحلیل سے پہلے یہ علامت عموماً ایک ہلکی سرخ لکیر (جرہ لطیفہ) ہوتی تھی۔ (۱۲۸) بعد میں بعض علاقوں میں اس کے لئے گول سبز نقطہ لگایا جانے لگا اور بعض علاقوں میں سرخ نقطہ ہی لگا دیتے تھے۔ (۱۲۹)

☆ تحلیل نے اس کے لئے ”ص“ کی علامت وضع کی، جو حرف صاد (ص) کے سرے سے ماخوذ ہے اور جو ہمیشہ الف الوصل کے اوپر ہی لکھی جاتی تھی اور بیشتر عرب ممالک میں اب بھی لکھی جاتی ہے۔ چوتھی صدی ہجری سے ہی ہمزۃ الوصل کی علامت مطلقاً ترک کر دینے کا رجحان پیدا ہو گیا تھا۔ (۱۳۰) شاید اس لئے بھی کہ علامۃ الصلة لکھنے سے ضبط کے کئی نئے مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں (جیسا کہ ابھی بیان ہو گا)۔ بیشتر مشرقی ممالک مثلاً برصغیر، چین، ایران (اور ترکی میں بھی) ہمزۃ الوصل کے لئے کسی علامت ضبط کا استعمال کافی عرصے سے متروک ہو چکا ہے۔ (۱۳۱) اور ممکن ہے برصغیر میں تو اس کا استعمال شاید متعارف ہی کبھی نہ ہوا ہو۔

☆ جن ملکوں میں علامۃ الصلة استعمال ہوتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں: اکثر عرب ملکوں میں تو تحلیل والی علامت (ص یا ص) استعمال ہوتی ہے۔ اندلس اور مغرب میں مدت تک اس کے لئے عموماً سبز رنگ کے گول نقطہ کا رواج رہا۔ (۱۳۲) بعض افریقی ممالک میں علامۃ الصلة کے طور پر سبز نقطے کا رواج اب بھی موجود ہے۔ ٹانجیریا کے بعض رنگدار مصاحف میں اس کی بہترین مثالیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں (۱۳۳)۔ آج کل عام طور پر افریقی

ممالک میں علامۃ الصلة کے طور پر الف الوصل کے اوپر ایک (عموماً) باریک سیاہ نقطہ ڈالا جاتا ہے۔

☆ افریقی ممالک میں الف الوصل کے ماقبل کی حرکت کے لئے بھی ایک نشان اس (الف) پر ڈالا جاتا ہے۔ اس نشان کو ”صلۃ الوصل“ یا ”خبش الف الوصل“ بھی کہتے ہیں۔ یہ عموماً ماقبل کی فتح کے لئے الف کے اوپر دائیں طرف ایک ہلکی سی افقی لکیر ہوتی ہے، جو کسرہ کے لئے الف کے نیچے اور ضمہ کے لئے الف کے وسط میں لگائی جاتی ہے مثلاً (ا ا ا ا)

☆ اگر ہمزۃ الوصل سے ابتداء ہو رہی ہو (مثلاً اس سے قبل قوی وقف مثل وقف لازم ہو) تو اس صورت میں ہمزۃ الوصل ہمزۃ القطع کی طرح ہی پڑھا جاتا ہے مگر اس صورت میں اس کی ممکن حرکت کے لئے عرب ممالک میں کوئی علامت نہیں ڈالی جاتی بلکہ قاری غالباً غنی و غنی و غنی کے زعم پر خود ہی نطق کے لئے حرکت متعین کر لیتا ہے۔ صرف سوڈانی اور لیبی مصاحف میں اس کے لئے بھی خاص علامات مقرر کی گئی ہیں اگرچہ دونوں ملکوں کی علامات میں معمولی تفاوت ہے تاہم فتح کے لئے یہ علامت (جو گول باریک نقطہ یا باریک سادائرہ ہوتا ہے) الف کے اوپر، کسرہ کے لئے ٹھیک نیچے اور ضمہ کے لئے الف کے آگے (بائیں طرف) وسط میں لکھی جاتی ہے (ا ا ا ا یا ا ا ا ا)۔ (۱۳۴)

☆ اہل مشرق نے الف الوصل کی علامت صلہ کا استعمال ہی ترک کر دیا ہے۔ اگر الف الوصل والا لفظ ماقبل سے ملایا جا رہا ہو تو الف الوصل پر کسی قسم کی علامت نہیں ڈالی جاتی اور اگر اس سے ابتداء ہو رہی ہو تو اس الف پر علامت قطع (ع) ڈالے بغیر منطوق حرکت دے دی جاتی ہے۔ علامت قطع نہ ہونے سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ہمزۃ الوصل ہے اور حرکت سے اس کے صحیح تلفظ کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً عرب ممالک میں ”اللّٰہ الصّمد“ لکھتے ہیں مگر برصغیر میں ”اللّٰہ الصّمد“ لکھتے ہیں۔ پہلے طریقے پر قاری کو اللہ کے الف کی حرکت کا کچھ پتہ نہیں چلتا جبکہ دوسرے طریقے میں یہ چیز الف کی فتح نے واضح کر دی ہے۔ مشرق کا کوئی عام ناظرہ خوان کسی عرب ملک کے مصحف سے سورۃ الاخلاص تک درست نہیں پڑھ سکتا۔ البتہ اہل مشرق میں عموماً ہمزۃ القطع بھی بغیر علامت قطع (ع) کے لکھنے کا رواج ہو گیا مثلاً ”بَاسْ“ کو ”بَاسْ“ لکھ دیتے ہیں جو علمی لحاظ سے غلط

ہے یا پھر علامت ہمزہ کی ایجاد سے پہلے کی یادگار ہے۔

☆ ہمزۃ الوصل اور حرف زائد کے لئے علامت کے استعمال یا عدم استعمال سے اہل مشرق اور اہل مغرب کے طریقہ کتابت (یعنی ضبط) میں بڑا فرق پڑتا ہے اور اس فرق کی وجہ سے ایک علاقے کے آدمی کو دوسرے علاقے کے مصحف میں سے تلاوت کرنے میں سخت صعوبت پیش آتی ہے۔ مثال کے طور پر لفظ ”اولوا العزم“ کو لیجئے۔ اس کو ضبط کرتے وقت اہل مشرق تو دونوں واو اور ”لو“ کے بعد آنے والے دونوں الف بھی ہر قسم کی علامت سے خالی رکھتے ہیں۔ مگر عرب اور افریقی ممالک میں ”اولو“ کی پہلی واو پر ”علامت حرف زائد“ اور ”لو“ کے بعد آنے والے دو الفوں میں سے پہلے پر ”علامت زیادة“ اور دوسرے پر ”علامت صلہ“ ڈالیں گے۔ اس طرح اس لفظ کو پہلی صورت میں ”أُولُوا الْعَزْمَ“ اور دوسری صورت میں ”أُولُوا الْعَزْمَ“ لکھیں گے۔ اسی طرح اہل مشرق اُوْتُوا الْكُتُبَ مگر عرب اُوْتُوا الْكُتُبَ لکھیں گے۔ جس آدمی کو ”علامت صلہ“ اور علامت زیادة لکھیں وہ دوسری صورت والی کتابت کو کبھی درست نہیں پڑھ سکتا۔ (۱۳۵)

(جاری ہے)

حواشی

۱۱۱۔ حق التلاوة ص ۶۸ والکلاک ص ۶۹ و ص ۱۰۲

۱۱۲۔ تاریخ القرآن ص ۲۲۳-۱۸۳

۱۱۳۔ یہی کتاب ص ۲۱۷ سوال ۱۵

۱۱۴۔ اس روایت کو صرف صفاقسی نے کسائی کی طرف منسوب کیا ہے۔ الدانی نے التیسیر اور ابن مجاہد نے کتاب السبعہ میں کہیں اس کا ذکر نہیں کیا۔ دیکھئے صفاقسی مطبوعہ بر حاشیہ سراج القاری ص ۳۵۹۔

۱۱۵۔ الطراز ورق ۱۸۳/ الف تا ورق ۸۴/ ب

۱۱۶۔ اور اس بات کا اعتراف تو ”الطراز“ میں بھی موجود ہے۔ دیکھئے الطراز ورق ۸۳/ الف۔

۱۱۷۔ اور فرق کی اس صورت کا ذکر بھی الطراز میں موجود ہے دیکھئے الطراز ورق ۸۴/ الف۔

۱۱۸۔ وضاحت کے لئے دیکھئے مقدمہ تجویدی قرآن ص ۱۸۔

۱۱۹۔ ابن درستیہ ص ۱۰۵ (حاشیہ ۴۶)

(۱۲۰) حروف زوائد کی تفصیل کے لئے دیکھئے حق التلاوة ص ۱۵۴ بعد۔

(۱۲۱) المقنع ص ۱۴۰ بعد نیز الطراز ورق ۹۳ ب بعد۔

(۱۲۲) المحکم ص ۱۹۴۔ الطراز ورق ۱۰۵ / الف

(۱۲۳) اس فرق کو اچھی طرح اور عملاً سمجھنے کے لئے کلمہ "أَفَانِنْ" یا "أَفَانِنْ" [آل عمران : ۱۳۴ اور

الانبیاء ۳۴] کا ضبط کسی مصری یا سعودی مصحف میں اور پھر برصغیر کے کسی مصحف میں دیکھئے۔

آپ دیکھیں گے کہ تلفظ دونوں ضبط کے ساتھ ایک ہی بنتا ہے یعنی "أَفَانِنْ" جو "لَافِنْ" کی طرح

ہے۔ اور اگر لَافِنْ پر قیاس کریں (جو متفق علیہ ضبط ہے) تو پھر "ی" کی بجائے الف کو زائد مانے

والوں کا موقف زیادہ قرین صواب ہے۔ واللہ اعلم

(۱۲۴) تفصیل کے لئے دیکھئے غانم ص ۵۹ بعد الطراز ورق ۷۱ / الف بعد۔

(۱۲۵) حروف محذوفہ کی نوعیت اور مزید مختلف مثالوں سے آگاہی کے لئے دیکھئے کتاب حق التلاوة ص

۱۵۳ تا ۱۳۹۔

(۱۲۶) حروف محذوفہ کی تعریف اور ان کی جملہ صورتوں کے تعارف کے لئے دیکھئے الکلاک ص ۱۱۸ تا ۱۲۱

اور حق التلاوة ص ۳۹ تا ۳۱۔

(۱۲۷) المحکم ص ۸۵ مگر نبیہ عبود نے اس کے لئے لفظ "وصلہ" استعمال کیا ہے۔ (دیکھئے عبود ص

۴۰) عربی مصادر میں یہ لفظ ان اصطلاحی معنوں کے لئے نظر سے نہیں گزرا۔

(۱۲۸) نمونے کے لئے دیکھئے المحکم (مقدمہ محقق) ص ۳۹

(۱۲۹) دیکھئے یہی کتاب (المحکم) ص ۸۷ جہاں مؤلف نے ایسے دو مصاحف کا خصوصاً ذکر کیا ہے۔

(۱۳۰) غانم ص ۵۹۳ جہاں ترتیب زمانی کے ساتھ بعض نمونوں کا ذکر موجود ہے۔

(۱۳۱) ترکی کے حافظ عثمان کے مکتوبہ مصحف میں علامۃ الصلہ موجود ہے مگر مصطفیٰ نظیف اور حامد ایٹان

نے اسے استعمال نہیں کیا ہے۔

(۱۳۲) نمونے کے لئے دیکھئے لنگز (II) پلیٹ نمبر ۹۶ تا ۹۸۔ اسی کتاب میں پلیٹ نمبر ۴۵ دیکھئے جس میں

دونوں علامات بیک وقت استعمال کی گئی ہیں۔

نیز دیکھئے قرآن کارڈ نمبر BL/COM/057

(۱۳۳) حاشیہ نمبر ۶ کی طرف رجوع کیجئے جس میں ایسے نایجری مصحف کا بھی ذکر ہے۔

(۱۳۴) دیکھئے مصحف الجماہیریہ (التعریف بالمصحف) ص ک اور سوڈانی مصحف (بروایۃ الدوری)

کا ضمیمۃ التعریف ص س۔

(۱۳۵) المحکم ص ۲۴ پر الدانی نے ابن مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علم النقط (علم الضبط) جانے بغیر

(باقی صفحہ ۶۳ پر)